شاعر
شہزاد قیس

فہرست

1. یہ کتاب تقسیم کیجیے 6
2. پرنٹ کرنے کا طریقہ 7
3. شاعر 8
4. ضابطہ 9
5. اِنتساب 10
6. یادِ ماضی 11
7. عرضِ قیس 12
خلا کی حکومت 13
ندائے کن 14
عالمِ جمادات 15
پہلی بارش 15
عالمِ نباتات 17
عالمِ حیوانات 18
عالمِ خیالات 20

عالمِ جذبات 21

شاعری 25

انسانوں پر قبضے کا رستہ 26

شاعری بطور قوتِ محرکہ 27

یہ کتاب 29

ادعائے شاعری 30

8. حسین باتوں کا کب اِنتقال ہوتا ہے 32

9. ہاتھ سے تحریر شدہ شاعری کا تحفہ 34

10. اَپروچ 35

11. کتاب خریدیئے 36

12. ناقدوں کی بھیڑ نے جانا مجھے جانے کے بعد 37

13. کیا آپ ٹوئٹر پر موجود ہیں؟ 39

14. میری مٹی یہ جب اُڑا دیں گے 40

15. ٹیکسٹ فائلیں ڈاؤن لوڈ کیجیے 42

16. معبود خود اِلہام میں ہمراز ہُوا تھا 43

17. اس کتاب کا مکمل متن حاصل کریں 44

18. بات کب آج شعر شد کی ہے 45
19. دَھندہ کب ہے یہ اَدبی دَفتر ہے 47
20. آپ باہر کمائی کرتے ہیں 49
21. ڈُھونڈ کر اَچھی غزلیں لا دیں گے 51
22. موٹا کاغذ نظر جکڑتا ہے 53
23. بُک کی تقریبِ رُونمائی بھی 55
24. شاعروں کی ہے، شاعرات کی ہے 57
25. میرا اِک بھانجا بھی صحافی ہے 59
26. نام شام اَپنا خود اُٹھا لیجے 61
27. اُردُو اُستادوں کی جو حالت ہے 63
28. ٹیڑھی اُنگلی سے گھی نکلتا ہے 65
29. نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کریں 67
30. نئے خیال مصیبت میں ڈال دیتے ہیں 68
31. حرفِ آخر 70
32. قریبی دوستوں کے راز ہیں برائے فروخت 71
33. آپ کا شکریہ 73

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاعر

یہ کتاب تقسیم کیجیے

آپ اس ای بک کو بغیر کسی تبدیلی کے بلامعاوضہ تقسیم کر سکتے ہیں اور اپنے بلاگ یا ویب سائٹ پر بھی رکھ سکتے ہیں۔ دیگر کسی استعمال کے لیے **info@SQais.com** پر رابطہ فرمائیے۔ شکریہ

Free E-Book

You can freely distribute this E-Book unchanged for non-commercial purposes on any medium. For other usage please contact me at **info@SQais.com** Thanks.

پرنٹ کرنے کا طریقہ

آسانی سے پڑھنے کے لیے آپ اس کتاب کو پرنٹ بھی کر سکتے ہیں۔ اس کی ڈیزائننگ اس طرح کی گئی ہے کہ پرنٹنگ میں کم سے کم کاغذ کا ضیاع ہو۔ پرنٹ کرنے کے لیے:

1. اے فور (A4) سائز کا کاغذ استعمال کیجیے۔
2. سائیڈ سے مارجن ختم کر دیجیے۔
3. پہلے ایک صفحہ پرنٹ کر کے دیکھ لیجیے۔ اگر صحیح پرنٹ ہو جائے تو باقی بھی کر لیجیے۔ شکریہ

شاعر

شہزاد قیسؔ

آن لائن اہتمام

اُردو پبلک لائبریری

www.UrduPublicLibrary.com

ضابطہ

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

نام کتاب	شاعر
شاعر	شہزاد قیسؔ
نظر ثانی	خانم شب زیدی
ناشر	یاسر جواد
پرنٹر	ڈیلٹا فوکس پرنٹرز، لاہور
ڈیزائنر	ریاض رحمان
اولین اشاعت	جولائی 2010ء
موجودہ اشاعت	بدھ، 17 جولائی، 2019
قیمت	350/- رُوپے
صفحات	73

اِنتساب

آخری شاعر کے نام

یادِ ماضی

خوشا وُہ دور کہ سُولی پہ ٹانک دیتے تھے
اَب اِہلِ فکر کو جوتی پہ بھی نہیں لکھتے

عرضِ قیس

بشنو از نی چون حکایت می کند
از جدائی ہا شکایت می کند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
در نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
(مولانا رومؒ)

خلا کی حکومت

بات اس وقت کی ہے جب صرف عدم وجود رکھتا تھا۔ ہر سُو، یکسوئی کا راج تھا۔ دور و نزدیک یکساں تھے۔ گھپ اندھیرے نے اپنا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ سوائے تغیر کے ہر چیز کو ثبات تھا۔ وقت اتنا ساکن تھا کہ ماضی، حال، مستقبل بیک وقت ایک ہی نیام میں مل جل کر رہتے تھے۔ ترکشِ مرگ خالی تھا تو حیات بھی تہی دامن تھی۔ عناصرِ اربعہ کا وجود تو درکنار ان کے نمائندہ الفاظ بھی کسی آئندہ سوچ کے گداگر تھے۔ بات اتنی قدیم ہے کہ لوح و قلم، عبد و معبود، حسن و عشق، روز و شب، شاہ و گدا، شیخ و رند، پھول اور تتلی، تلاشِ معاش، یادِ یار اور شعر و شاعری تک وہم و گمان کی بھی رسائی نہ تھی۔ اور عاشقانِ شعر نے کہیں بعد داد و تحسین کی دہلیز پر پہلا قدم رنجہ فرمانا تھا۔

ندائے کن

نہ جانے پھر کیا ہوا کہ اچانک اسی بے نوا کائنات کی بے انتہا گہرائیوں میں ازلی شعور کو شوقِ ظہور ہوا۔ ارادہ کرتے ہی دنیا کا سب سے پہلا لفظ "کُن" ایجاد ہوا۔ اولین لفظ ہی اتنی خوبصورتی اور قدرت سے ادا ہوا کہ نشاط انگیز "واہ واہ" کا دائمی سلسلہ دما دم رفتار پکڑنے لگا۔ "کن فیکون" کی جلترنگ بجتے ہی دنیا کو سمت مل گئی۔ "لفظی رم جھم" نے بنجر کہکشاؤں کو اچھوتے خیالات سے جل تھل کر دیا۔ بے انت دھاگوں کے تانے بانے نے گیسوئے یار کی طرح خم کھا کر "تشکیلی انگڑائی" لی اور عدم سے "تکمیلی جوڑے" وجود میں آنے لگے۔

عالمِ جمادات

تخلیق میں ٹھہراؤ کے لیے جمودِ شعور لازم ٹھہرا تا کہ اجسام زمانی بہاؤ کے باوجود جامد بہروپیے بنے رہیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر سب سے پہلے آب، آتش، باد اور خاک کے الفاظ تخلیق ہوئے اور اس دلچسپ مجموعے کا نام عالمِ جمادات تجویز ہوا۔ ایک عدم کی کوکھ سے جنم لینے والے جمادات نے حیرت انگیز طور پر نیرنگیٔ وجود کا اظہار شروع کر دیا۔

پہلی بارش

ریت اور مٹی کے گرد باد کو دیکھ کر پانی کے من میں موجِ اڑان جاگی اور اس نے ہوا کی مدد سے فضا میں بلند ہو کر موج در موج گھٹاؤں کی فوج بن کر دھرتی کو ڈھانپ لیا۔ بادلوں کے گھرے گھپ اندھیرے میں اچانک ایک

کڑاکے دار آواز اور برق رفتار چمک کے ساتھ روشنی نے اعلانِ وجود اور اندھیرے سے دائمی جنگ کا باضابطہ اعلان کیا۔ یہ دنیا کی پہلی بارش تھی۔ "کاش" تم ہوتے تو اس وقت کی "کچی ترین مٹی" پر "پہلی ترین بارش" کی رُوح پرور خوشبو سونگھتے۔ بادلوں کے چھٹ جانے پر پوری دنیا محسنِ نور، خسروئے خاور کے نور سے مزین ہو گئی۔ کچھ دیر تک بزمِ رنگیں کماں کا انعقاد ہوا مگر جب کوئی "سبحان تیری قدرت" کہنے والی چشمِ مشتاق نظر نہ آئی تو چپ چاپ محفلِ دھنک سمیٹ دی گئی۔ خوشگوار اور دھلی ہوئی چمکدار دھوپ میں ریت، مٹی، سنگ، لعل، زمرد، عقیق، نیلم، یاقوت، ہیرا، جواہرات، سونا، چاندی، تانبہ، فولاد، برف، پانی، آگ، دھواں، کہسار، غار، بھنور، ساحل، آب، سراب، گھٹا، صحرا، چپ، صدا، رنگ، رمق، دمک

بہت خوبصورت دکھائی دے رہے تھے۔ سب اشتیاق اور بے چینی سے کسی استفادہ گر کی راہ تکنے لگے۔ عالمِ جمادات اپنی اصل یعنی عدم سے ہمیشہ رابطے میں رہا۔ شاید اسی لیے عدم اور وجود کے درمیان موج اور ذرے کا رقص چشمِ بینا کے لیے شگفت انگیز دلکشی کا باعث ہے۔

عالمِ نباتات

نمودِ ظہور کے لیے پھلنے، پھولنے کی صلاحیت ضروری تھی چنانچہ پہلے رُوحِ تکثیر کی صورت میں ملفوظات نشوونما کو سبز خلعت عطا کی گئی۔ خلقت کے اس درجے کا نام عالم نباتات قرار پایا۔ نامرئی سنگ تراش کے کرشماتی فن کا معجزہ ظاہر ہونے لگا۔ شعور نے سبزے کی شکل میں نشوونما شروع کر دی۔ دھاتی ورق پتوں میں تبدیل ہو گئے۔ سنگریزوں نے کلیوں کا روپ دھار لیا اور چٹان کی پھلدار

شاخیں زمین کے شانوں پر لہرانے لگیں۔ باغ، چمن، گلستاں، بوستاں، نخلستاں، ہریالی، کھیت، سبزہ، سایہ، پھل نباتاتی عجائبات کا حصہ ہیں۔ اپنی اصل سے ان کا تعلق بھی نہیں ٹوٹا اور یہ عالم جمادات کے قریب ترین ہی رہنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ پودوں کا سنگ، مٹی کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔

عالمِ حیوانات

مزید آگے بڑھنے کے لیے حرکت مقدر ٹھہری چنانچہ لغتِ حیوانی کا خمیر تشکیل دیا گیا۔ اب مادہ، حسبِ ارادہ حرکت کے قابل تھا۔ ظہور کے اس مرتبے کا نام عالمِ حیوانات مقرر ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سنگلاخ شاخ پر دھرا ہوا چوبی سنگریزہ ننھی چڑیا میں تبدیل ہوا اور پھُر سے اڑ گیا۔

کچھ زمانے پہلے کا جامد پتھر ایک شاخ سے دوسری شاخ تک چہچہانے بھی لگا۔

خوبصورت پنکھڑیوں نے پھول کو الوداع کہا اور دلکش سکھیوں کی طرح ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر ایک اور نیا لفظ تتلی خلق کیا۔ کچھ شاخوں نے زمین پر رینگنا شروع کر دیا تو کچھ خوبصورت درختوں نے چوکڑیاں بھرنی شروع کر دیں۔ کسی سرو نے چلنا شروع کر دیا تو کسی آکاس بیل نے ہفت پا کا روپ دھار لیا۔ پانی کے اندر، پانی کے باہر، ہوا، بادل، الغرض ہر جگہ شعور ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ چونکہ حیوانات عالم نباتات کے بنیادی جوہر رکھتے تھے اس لیے طلبِ غذا ہو یا کسبِ ہوا، عالمِ نباتات سے مدام گہرا ربط رکھنا عالمِ حیوانات کی بنیادی ضرورت بن گیا۔

عالمِ خیالات

مکانی حرکت پر قدرت حاصل کرنے کے بعد زمانی حرکت پر قدرت حاصل کرنا اہم تھا۔ ایک ایسے ذہن کی ضرورت تھی جو حسب منشاء ماضی، حال اور مستقبل میں جا سکے۔ زمانے کی کسی بھی جہت میں موجود، لاموجود اشیاء کا تصور کر سکے خواہ وہ گزشتہ سے ہوں یا آئندہ سے ہوں۔ خواہ ان کا سچ میں وجود ہو یا صرف ناممکن وہم۔ چنانچہ شکل انسانی کا ظہور ہوا۔ انسان آنکھیں کھول کر حیوانوں کی طرح بصری صلاحیت سے استفادہ بھی کر سکتا تھا لیکن اس کی اصلی بصارت اس کے وجود کے کسی اور پہلو میں نہاں تھی۔ ایسی بصارت جو آنکھیں بند کرنے پر بھی زائل نہیں ہوتی تھی۔ یہ آنکھیں بند کر کے یادِ ماضی پر مغموم و مسرور ہو سکتا تھا یا مستقبل کی بہتر زندگی کی امید کر سکتا تھا۔ اپنے ذھن میں

موجود اشیاء کے ٹکڑوں کو جوڑ کر نئی چیز کا نقشہ ترتیب دے سکتا تھا۔

عالمِ جذبات

اس تدریجی ارتقاء کے بعد اب یہ سانچہ اس قابل ہو گیا تھا کہ مقامِ ظہورِ شعورِ معلی کے مراحل تک رسائی رکھ سکے۔ اس میں روح، جسم، نشوونما، ذہن، سبھی کچھ موجود تھے۔ اب ایک بظاہر کامل وجود تیار تھا۔ لیکن۔۔۔

ایک اہم سوال ابھی بھی درپیش تھا۔ حرکت کی قدرت ہونے کے باوجود حرکت کیوں کی جائے۔ زمانی وسعتوں کو پھلانگنے کے لیے ذہنی تصور کا استعمال کیوں کیا جائے اور اگر استعمال کیا بھی جائے تو اپنی اور دیگر افراد کی ترقی کے لیے ہی کیوں کیا جائے۔ چنانچہ یہ شاندار مگر بے آرزو وجود صرف منظوم کُل پُرزوں کی مانند تھا۔

اسے کسی قوۂ محرکہ کی ضرورت تھی۔ ایک ایسے جوش کی جو اسے اندر سے حرکت اور ترقی پر مجبور کر دے۔ ازلی شعور نے لامتناہی حکمت کے تحت اپنے وجود کا ایک ٹکڑا بنام آرزو اس کے قلبِ ظریف کے وسط میں پھونک دیا۔ لامحدود کے محدود جگہ میں قید ہونے سے پھیلاؤ کا لامحدود دباؤ تخلیق ہوا۔

شاید اسی لیے جسم انسانی کو قفس عنصری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عادی مجرموں کو زندان، آنگن معلوم ہوتا ہے اس لیے زندگی سے رہائی پانے کے تصور سے ہی خوف آتا ہے مگر "آن جہانی" افراد کے لیے موت "أحلی من العسل" ہی ہوتی ہے۔ وہ خودکشی کی کوشش تو نہیں کرتے کہ یہ لامتناہی حکمت کی حکم عدولی ہے مگر جب ان کا وقت آ جاتا

ہے تو ایسی شان اور خوشی سے جاتے ہیں جیسے عمر قید سے رہائی مل گئی ہو۔

موت بھی قیسؔ سُود مند رہی
یادِ جاناں سے جان چھُوٹ گئی

آرزو کے جوالا مکھی اور طوفانی امنگوں کی بے کلی سے دل کی کلی جوشِ غروراور با حوصلہ سرور سے لبریز ہو گئی۔ یوں شعور انسانی جذباتی امواج کے بے پناہ بہاؤ کے تحت ازلی شعوری فانی دنیامیں جذب و سرمستی کی کیفیت میں تلاش خودی میں جت گیا۔ حسبِ ضرورت نئے الفاظ تخلیق کرنے کے لیے اس کی رگ رگ میں سرخ روشنائی بھر دی گئی۔ روزانہ ایک لاکھ مرتبہ تڑپنا اس کی لوحِ قلب پر نوشتہ تقدیر ہوا اگرچہ سادہ لوح افراد اسے دھڑکنا ہی کہتے رہے۔

صرف جذبات ہی وہ ایندھن ہیں جو کائنات وجود کو رواں دواں رکھتے ہیں۔ جذبات اس دنیا کی سب سے بڑی تحریکی قوت ہیں۔ پوری دنیا کو دراصل جذبات ہی چلا رہے ہیں۔ پہلا اور آخری فیصلہ ہمیشہ جذبات کا ہی ہوتا ہے۔ عقل صرف دل کے حکم پر لبیک کہنے پر مجبور ہے۔ اور دل جو کچھ ٹھان لے اس کے حصول کے لیے تمام ذرائع بروئے کار لانے پر مجبور ہے۔

ماں کی شیر خوار بچے کی پیاس کے لیے دو پہاڑیوں کے درمیان سعی ہو یا میدان جنگ میں قریبی دوستوں کی جان بچانے کے لیے یا وطن کی خاطر بارودی سرنگ پر لیٹ جانا، باپ کا تلاش معاش میں پردیس کے زہر آلود ماحول میں ہر کام کر گزرنا ہو یا ڈاکٹر کا مریض کی جان بچانے کی سر توڑ کوشش کرنا۔ سرد راتوں میں کسی پیارے کے لیے برف کا

پہاڑ چیرنا ہو یا تپتے صحرا میں پابرہنہ جاں فرسائی، تسخیر ماہ اور آرزوئے خورشید ہو یا خلوت گاہِ شب میں کسی ان دیکھے خالق سے سسکیوں بھرا راز و نیاز، درِ حسن پر سجدہ ہو تتلیوں کی لوحِ قزح کی دلفریبی۔

شاعری

انہی جذبات کی تعجب آور مشقت سے شاعری جنم لیتی ہے۔ شاعری ذہن سے گوش تک یا نظر سے دل تک پیغام کی منتقلی کا نام نہیں۔ شاعری اپنے جذبات کی چند مٹھیاں کسی باظرف قلب میں بھر دینے کا نام ہے۔ حتیٰ کہ سننے والا کہہ اٹھے۔

بعض شعروں سے تو ہم پھر سے جنم لیتے ہیں
شاعری ذِہن کی خلقت کا فُسُوں ہے، یوں ہے

انسانوں پر قبضے کا رستہ

دل آرزو گر ہے۔ عقل منصوبہ گر اور جسم عمل گر۔

استحصالی قوتیں تسخیرِ دل میں بے بس ہیں چنانچہ آرزو کو پیدا ہونے سے نہیں روکا جا سکتا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ہمیں کسی انسان کے پاس کئی نسلوں تک کے لیے کافی مال دیکھ کر مزید کی کوشش کرنا ہوس لگتا ہے مگر دراصل وہ اپنے دل کی نشوونما اور ہل من مزید کے جذبے کے تحت مجبور ہے۔ دل صرف موت پر ہی ٹھہر سکتا ہے بصورتِ دیگر ہر دھڑکن نئی آرزو کو جنم تو دے گی ہی۔

استعماری قوتیں تسخیرِ جسم میں بھی بے بس ہیں کیونکہ صدیوں کے اندوختہ تجربات سے یہ بھی بخوبی علم ہو چکا کہ جسم کی تسخیر ناپائیدار ہے اور انسان نظر آنے والے زندان سے رہائی کی ترکیبیں ہمیشہ سوچتا رہے گا۔

نوعِ انسانی پر دائمی غلبے کے لیے تسخیرِ عقل واحد راستہ ہے۔ قلبی لوحِ محفوظِ میں اترنے والی الہامی امنگیں جب حیطہ ءعقل سے گزرتی ہیں تو "سدھایا ہُوا" تعلیم یافتہ ذہن اپنی آموزش کی رو سے انہیں ناممکن قرار دے کر زندہ در گور کر دیتا ہے۔

شاعری بطور قوتِ محرکہ

شاعری جذبات کی نبض شناس ہے۔ شاعری یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ عقل و شعور کے قلعہ ءناممکنات میں رخنہ ڈالے بغیر جذبات کو منتقل کر سکے اور دوسرا دل بھی انہی اثرات کو بعینہ محسوس کر سکے جو شعر گو کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے شاعری کائنات کی سب سے بڑی قوت محرکہ میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

قومی ترانہ ہو یا جنگی ترانہ، بچے کی دعا ہو یا رجز مجاہد، غزل ہو یا رباعی شاعری ہر حال میں انسانی جذبات کی تشکیل، تعمیر، انتقال میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ شاعری شک و تردید کا شکار افراد کو چٹانوں جیسی مضبوطی عطا کرتی ہے تو سنگلاخ ذہنی قلعے میں قید افراد کی ذہنی دیواروں کو موم کی ناک بنانے میں مددگار ہے۔

شاعری نہ صرف ایک شخص کے الہام شدہ جذبات دوسرے تک منتقل کرتی ہے بلکہ انسان کو اپنے اندر چھپے ہوئے خزانوں اور اندھے کنوؤں سے آشنا بھی کرتی ہے۔ ایسے جذبات جو انسان کے اندر موجزن تو ہوتے ہیں مگر انسان ان کے سرِ محفوظ سے واجبی آشنائی بھی نہیں رکھتا۔ بدقسمت ہیں وہ لوگ جنہیں شاعری سے شغف نہیں ہے۔ بعض میں تو یہ بدنصیبی اس عروج پر ہے کہ وہ شاعری

سے عدم دلچسپی پر فخر کرتے ہیں جیسے ان کی علمی مہارت کا پہاڑ انہیں بچا لے گا۔ ٹھوس سائنسی حقائق اور منطق و ریاضیات میں مہارت کے کہیں بعد "کسی کسی کو" سمجھ آتا ہے کہ یہ سب تو اوزار ہیں ہتھیار کی مانند۔ مہلک ترین ہتھیار بھی اگر اپنے ہی خلاف استعمال ہو جائے تو اس کا کیا فائدہ ہے؟ اگر آپ کا کوئی قریبی ابھی تک قربِ شاعری سے محروم ہے تو اس کی مدد کیجیے قبل اس کے کہ بہت دیر ہو جائے اور وہ زندگی کی بھول بھلیوں میں "ڈیجیٹلائزڈ" ہو جائے۔

یہ کتاب

یہ کتاب شاعری کی دیگر کتابوں کے برعکس شعر، شاعر اور سماج کا نوحہ ہے۔ یہ ان رویئوں کی نشاندہی کرتی ہے جن کی بدولت یہ معاشرہ شاعر اور شاعری کی راہ میں جان بوجھ کر

یا انجانے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں تاکہ تبدیلی کا عمل روکا جاسکے۔ اس کے ہر شعر کو فقط شہزاد قیسؔ کی شکایت نہیں بلکہ قبیلہء شاعراں کے ہر فرد کی شکایت سمجھا جائے۔

ادعائے شاعری

مجھے شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں ہے کیونکہ کسی کمپیوٹر پروگرامر اور مارکیٹنگ مینیجر کے لیے شوقِ شعر خوانی بھی تعجب آور ہے چہ جائیکہ ادعائے شاعری۔ چنانچہ مجھے دائمی طور پر شاعروں کی صف اول سے صفِ آخر تک کی ہر دوڑ سے باہر ہی سمجھا جائے۔ تاہم تحریری برتری کے اس عدم دعوی کے ساتھ ہی مجھے انفرادیت کا دعوی ضرور ہے کہ اس کائنات کا ہر ذرہ منفرد ہے۔ یکسانیت صرف سطحی نظر کی دین ہے۔

اچھا الہامی شعر، صاحبِ بیاض کے لیے بھی اتنا ہی شگفت آور ہوتا ہے جتنا اس کے مداحوں کے لیے۔ جبھی تو اہلِ خرد عالمِ تخلیق میں سجدہء شکر بھی بجالاتے ہیں کہ ان کو بجا طور پر ادراک ہے کہ تخلیق گر کوئی اور ہے اور ان کا قلم صرف وسیلہ بن رہا ہے۔ رات کے پچھلے پہر ذاتِ خیال کی اتھاہ گہرائیوں سے نزولِ الہام کی امید کا نمودار ہونا اور پھر اسے ملفوظ صورت میں سفید کاغذ پر جنم دینے کے لیے نمودِ سحر تک کروٹیں بدلنا شاعروں کے لیے "محبوب مشقت" کی حیثیت رکھتا ہے۔

۔ آپ کی رائے اور محبت ہی میرا کل اثاثہ ہے۔

"خوش" رہیے

شہزاد قیس

15 دسمبر 2012

حسین باتوں کا کب اِنتقال ہوتا ہے

حسین باتوں کا کب اِنتقال ہوتا ہے
جو شعر دِل سے لکھو لازَوال ہوتا ہے

حقیقی شاعری حق الیقیں سے ہوتی ہے
تلاشِ فکر سے بس قیل و قال ہوتا ہے

ہمارے جیسوں کو دُنیا سمجھتی ہے شاعر
جب اِہلِ شعر کا قحط الرِجال ہوتا ہے

بنا عطا کے بڑے بھائی کچھ نہیں ملتا
کرم کی شرط پہ کسبِ کمال ہوتا ہے

جہانِ شعر کو صاحب خیالی مت جانو
کہ کُن سے پہلے سبھی کچھ خیال ہوتا ہے

صنم تراش سے کہہ دو خلوص کم کر دے
خدا پرستوں کا جینا مُحال ہوتا ہے

بضد ہیں حضرتِ واعظ تو ، توبہ کر لو **قیسؔ**
کہ مرتے وَقت سبھی کچھ حلال ہوتا ہے

ہاتھ سے تحریر شدہ شاعری کا تحفہ

ہر ماہ محدود تعداد میں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی شاعری یا کتاب دوستوں کی خدمت میں قرعہ اندازی کے ذریعے پیش کی جاتی ہے۔اگر آپ یہ تحفہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس ای میل پر رابطہ کیجیے

Gift@SQais.com

اَپروچ

اَدبی بونے اُچھل اُچھل کے **قیسؔ**
میرے پاؤں پہ وار کرتے ہیں

کتاب خریدیئے

آپ میری کتاب لیلیٰ خریدنے کے لیے علم و عرفان پبلشرز۔ 40 الحمد مارکیٹ اردو بازار، لاہور تشریف لائیے یا گھر بیٹھے کیش آن ڈیلیوری کے لیے فون آرڈر کریں۔ قیمت 300 روپے بمعہ ڈاک خرچ۔ 144 صفحات۔ 330 گرام

Phone : 0092-42-37232336, 37352332

نوٹ: کچھ آٹو گرافڈ کاپیاں بھی موجود ہیں مگر ان کے لیے جلد آرڈر کیجیے

Buy my book "Laila" Visit Ilm-o-Irfan Publishers, 40-Alhamd Market Urdu Bazaar Lahore - Pakistan, 54000 or Order it on phone for home delivery. 144 Pages, 330 Grams, Price 300 Rs. (Including Postal Expenses(
Phone : 0092-42-37232336, 37352332
Note: For autographed copies order quickly

آنکھ بند کر کے لیجیے وہ کتاب
قیسؔ کا جس پہ نام ہے صاحب

ناقدوں کی بھیڑ نے جانا مجھے جانے کے بعد

ناقدوں کی بھیڑ نے جانا مجھے جانے کے بعد
عقل کے اَندھوں نے پہچانا مجھے جانے کے بعد

شاعروں کو عہد میں تقسیم جس نے بھی کیا
شاعرِ ہر عہد گردانا مجھے جانے کے بعد

جب تلک موجود تھا یہ سنگ دِل منکر رہے
خود پرستوں نے خدا مانا مجھے جانے کے بعد

کتنی غزلیں اَن کہی اِن کی بدولت رِہ گئیں
چاہتے ہیں اَب جو جانانہ مجھے جانے کے بعد

میرے مصرعوں پر کتابیں لکھنے والے دوستو
چھوڑ دو اِس دَرجہ دہُرانا مجھے جانے کے بعد

میں خدائے لفظ تھا ، تخلیق کا عرفان تھا
بس کرو یہ سب کو بتلانا مجھے جانے کے بعد

قیسؔ اَدبی حلقے ہیں تمجید میں کوفہ سرشت
چاہتے ہیں دِل میں دَفنانا مجھے جانے کے بعد

کیا آپ ٹویٹر پر موجود ہیں؟

میرا ٹویٹر اکاؤنٹ بہت زیادہ ایکٹو ہے۔ روزانہ تازہ اشعار کے ساتھ ساتھ مکمل غزلیات بطور الگ الگ اشعار ٹویٹر پر شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اگر آپ ٹویٹر پر موجود ہیں تو میرے اس ٹویٹر ہینڈل سے منسلک ہو سکتے ہیں۔

Twitter.com/ShahzadQais

میری مٹی یہ جب اُڑا دیں گے

میری مٹی یہ جب اُڑا دیں گے
تب مجھے عرش پر بٹھا دیں گے

جیتے جی یہ مقام کیا دیں گے
مقبرہ اُونچا سا بنا دیں گے

سر پہ آسانی سے چڑھیں گے مرے
ٹھوڑی تک مٹی میں دبا دیں گے

اِن کو گر نیند سے جگایا تو
جان سے مار کر جلا دیں گے

میرے قد کی صلیب ہے جو سہی
بس یہی سوچ کر سزا دیں گے

شعر سب اِن کے قد سے اُونچے ہیں
یہ بھی سچے ہیں داد کیا دیں گے

شاعری جزوی اَز رسالت است
قیسؔ بس اِس لیے دُعا دیں گے

ٹیکسٹ فائلیں ڈاؤن لوڈ کیجیے

اگر آپ اپنی وال، پیج یا گروپس میں میری شاعری پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی سہولت کے لیے یہ میری تمام کتب کی تازہ ترین ٹیکسٹ فائلیں موجود ہیں۔ یوں ایک تو آپ کو ٹائپنگ کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی۔ دوسرے یکساں اور تازہ ترین متن دستیاب ہو گا۔

حسب فرصت ملاحظہ کیجیے۔

لیلیٰ	http://SQais.com/QaisLaila.html
دِسمبر کے بعد بھی	http://SQais.com/QaisDecember.html
تتلیاں	http://SQais.com/QaisTitliyan.html
عید	http://SQais.com/QaisEid.html
غزل	http://SQais.com/QaisGhazal.html
عرفان	http://SQais.com/QaisIrfan.html
انقلاب	http://SQais.com/QaisInqilab.html
وُہ اِتنا دِلکش ہے	http://SQais.com/QaisDilkash.html
نمکیات	http://SQais.com/QaisNamkiyaat.html
نقشِ ہفتم	http://SQais.com/QaisNaqsh.html
اِلہام	http://SQais.com/QaisIlhaam.html
شاعر	http://SQais.com/QaisShayer.html
ایک شعر	http://SQais.com/QaisShair.html
ایک سواسی	http://SQais.com/Qais180.html

معبود خود اِلہام میں ہمراز ہُوا تھا

معبود خود اِلہام میں ہمراز ہُوا تھا
جب پہلا بشر مائلِ پرواز ہُوا تھا

نقّاد اَپنے شُغل پہ اِترائیں کیوں نہ قیسؔ
اِبلیس سے اِس کام کا آغاز ہُوا تھا

اس کتاب کا مکمل متن حاصل کریں

اگر آپ اپنی وال، پیج یا گروپس میں یہ شاعری پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی سہولت کے لیے اس کتاب کی تازہ ترین ٹیکسٹ فائل موجود ہے۔ یوں ایک تو آپ کو ٹائپنگ کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی۔ دوسرے یکساں اور تازہ ترین متن دستیاب ہو گا۔

SQais.com/QaisShayer.html

بات کب آج شعر شمار کی ہے

بات کب آج شعر شمار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

آج کے آج ہی بنیں شاعر
پیشکش اَپنے کاروبار کی ہے

"ٹرن کی" سسٹموں کا دور ہے یہ
کچھ کمی ہے تو اِشتہار کی ہے

پیشہ وَر ہیں سو مل کے لکھی کتاب
اِک غزل میری ، اِک فگار کی ہے

بوڑھے لوہار کو بتائے کوئی
ضرب مہنگی فقط سنار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

دَھندہ کب ہے یہ اَدبی دَفتر ہے

دَھندہ کب ہے یہ اَدبی دَفتر ہے
بھاؤ اَشعار کا مقرر ہے

صرف آزاد نظم لکھنے کا
بیس لفظوں کا ایک ڈالر ہے

فی غزل پندرہ پر میں لا دُوں گا
ریٹ ویسے تو کافی اُوپر ہے

پیشہ وَر لوگوں کو ہی لکھنے دیں
آپ خود نہ لکھیں تو بہتر ہے

ایک نو کی بھی چل رہی ہے کتاب
اَپنی ریشو تو ایک چار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

آپ باہر کمائی کرتے ہیں

آپ باہر کمائی کرتے ہیں
اور اِتنی رَقم سے ڈَرتے ہیں ؟

آپ کے ہاں لکھاری بننے کو
لوگ جی جان سے گزرتے ہیں

روکنے والے سارے حاسد ہیں
اُن کی باتوں پہ کان دَھرتے ہیں ؟

لوگ کیسینو بھی تو جاتے ہیں
ڈُوبنے والے ہی اُبھرتے ہیں

ہم کو معلوم ہے کہ آپ کے ہاں
ایک روٹی بھی دو ڈُلار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

ڈُھونڈ کر اَچھی غزلیں لا دیں گے

ڈُھونڈ کر اَچھی غزلیں لا دیں گے
چھپنے سے پہلے بھی پڑھا دیں گے

سر وَرَق ڈھیر سارے رَکھے ہیں
جو کہیں گے وُہی لگا دیں گے

اِک فلیپ آپ کو میں لکھ دُوں گا
دُوسرا ، وُہ میاں بنا دیں گے

آپ کا قد نمایاں کرنے کو
اِک غزل بانس پر چڑھا دیں گے

جس کا جی چاہے اَب ہو "اِہلِ کتاب"
بات کب جبر و اِختیار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

موٹا کاغذ نظر جکڑتا ہے

موٹا کاغذ نظر جکڑتا ہے
دھاگہ جاپانی کم اُکھڑتا ہے

رَنگ اِس کے کرنسی والے ہیں
یہ "پرنٹر" جبھی اَکڑتا ہے

جلد ہو اَعلیٰ ، گرد پوش نفیس
قاری تب ہاتھ میں پکڑتا ہے

ایک سی ڈی بھی ٹھونک دیں گے ساتھ
ٹوٹی بھی ہو تو رُعب پڑتا ہے

قصہ ہے آپ کی یہ شہرت کا
داستاں میرے روزگار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

بُک کی تقریبِ رُونمائی بھی

بُک کی تقریبِ رُونمائی بھی
" پانچ تارے" میں بُک کرا لیں گے

شعر کو سُر کا دَھکا دینے کو
دو گوّیئے نما بلا لیں گے

اِستری کر کے کچھ لفافے بھی
مختلف رَقموں کے بنا لیں گے

اَدبی گوشوں کے سربراہوں کی
گاڑیاں بھیج کر دُعا لیں گے

اَدبی تنظیموں کی تو اَب حالت
ایک بیمار سو اَنار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

شاعروں کی ہے ، شاعرات کی ہے

شاعروں کی ہے ، شاعرات کی ہے
دَعوتِ عام لحمیات کی ہے

"سلجھے چرغوں" سے کم چلے گا نہیں
چونکہ تقریب اَدبیات کی ہے

چھوٹے قیمے کے سُرخ سیخ کباب
ذائقہ بازی نصف رات کی ہے

جھاگ دو طرح کی اُڑائیں گے
مے کشی جانِ غزلیات کی ہے

اب کہاں تیرِ نیم کش کا دور
آج کل بات آر پار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

میرا اِک بھانجا بھی صحافی ہے

میرا اِک بھانجا بھی صحافی ہے
فون ہی میرا اُس کو کافی ہے

آپ کے منہ سے جو نکل جائے
وُہ لکھے گا یہ مو شگافی ہے

کس میں جرأت ہے خود سے کچھ چھاپے
یہ لفافہ ہے وُہ لفافی ہے

نامور لوگ لکھیں گے کالم
اِس کا خرچہ مگر اِضافی ہے

آپ کیا لکھتے ہیں ، نہیں لکھتے
شاعری اَپنی ہے ، اُدھار کی ہے ؟

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

نام شام اَپنا خود اُٹھا لیجے

نام شام اَپنا خود اُٹھا لیجے
خود کو خود کاندھے پر بٹھا لیجے

گھر میں ، گیراج میں یا باہر ہی
عالمی اَنجمن بنا لیجے

میر و غالب وَغیرہ سے منسوب
اُردُو ایوارڈ بھی چلا لیجے

سر کے بل آنے کو ہیں راضی اَدیب
بات جو مانے وُہ بلا لیجے

اِک ٹکٹ ، چند نوٹ ہیں لازِم
یا طلب بسترے کی ، کار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

اُردُو اُستادوں کی جو حالت ہے

اُردُو اُستادوں کی جو حالت ہے
آپ اُنہیں جو بھی دیں غنیمت ہے

اُردو ایم فل کا اِک مقالہ بھی
آج کل سب سے سستی شہرت ہے

خود پہ لکھا مقالہ چھپوا کر
بانٹنے میں عجیب لذت ہے

آپ اور والدِ گرامی کی
تین تصویروں کی ضرورت ہے

دو مقالے تو چاہییے ہوں گے
داستاں ہی یہ اِعتبار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

ٹیڑھی اُنگلی سے گھی نکلتا ہے

ٹیڑھی اُنگلی سے گھی نکلتا ہے
بنجمن ہر جگہ پہ چلتا ہے

ایک شاعر میں گُڑ بھی ڈالنا ہے
وَرنہ وُہ آگ بھی اُگلتا ہے

پانچ سو دیں گے اُن کو جن کا موڈ
نوٹ کو دیکھ کر بدلتا ہے

شاعر اِک دُوسرے سے جلتے ہیں
دیپ سے جیسے دیپ جلتا ہے

سلطنت مفت میں نہیں ملتی
جنگ یہ اَدبی اِقتدار کی ہے

بات تو صرف دَس ہزار کی ہے
بات تو صرف دَس ہزار کی ہے

نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کریں

چونکہ میں اپنی کتب اپ ڈیٹ کرتا رہتا ہوں اس لیے ہو سکتا ہے اس کتاب کا نیا ایڈیشن آ چکا ہو۔ ابھی اس لنک کے ذریعے نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کیجیے۔

SQais.com/QaisShayer.pdf

نئے خیال مصیبت میں ڈال دیتے ہیں

نئے خیال مصیبت میں ڈال دیتے ہیں
مثال مانگو تو میری مثال دیتے ہیں

کسی کسی سے وُہ کرتے ہیں معذرت دِل سے
ہمارے جیسوں کو تو ہنس کے ٹال دیتے ہیں

سفید مہرہ ہے بہتر سیاہ مہرے سے
ہمیں یہ سوچنے کو پانچ سال دیتے ہیں

جواب ڈُھونڈنے میں ذِہن کھلتا جاتا ہے
عظیم شعر فقط کچھ سوال دیتے ہیں

اَگر کوئی یہ پکارے کہ اَب کہاں شاعر
مرے رَقیب بھی میری مثال دیتے ہیں

فقیر اِس لیے کاسے بغیر آتا ہے
یہ لوگ کاسے پہ بھی ہاتھ ڈال دیتے ہیں

تم ایک شعر کی چوری پہ چیخ اُٹھے **قیسؔ**
یہ بچہ چھین کے ماں کو نکال دیتے ہیں

حرفِ آخر

جب تلک لکھنے والا زندہ ہے
ہر غزل نا تمام ہے صاحب

میری تمام شاعری ایک دائمی طالب علم کی مسلسل سیکھنے کی جدوجہد ہے۔ اس ضمن میں کسی کلام میں تبدیلی یا منسوخی کا عمل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ آپ کسی بھی پہلو میں کوئی نقص یا بہتری کی تجویز رکھتے ہوں تو میں تہہ دل سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ضرور لکھیے میں حتی الامکان اپنے بیان، اظہار، مطالب اور پیشکش میں بہتری لانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔

قریبی دوستوں کے راز ہیں برائے فروخت

قریبی دوستوں کے راز ہیں برائے فروخت
مرا قلم ، مرے اَلفاظ ہیں برائے فروخت

کتابیں تول کے بیچی ہیں بھوک کے ہاتھوں
سخن وَری کے سب اَنداز ہیں برائے فروخت

لہو سے لکھے ہُوئے کچھ خطوط ، اِک تصویر
وُہ دیپ جو میرے ہمراز ہیں برائے فروخت

مہینہ باقی ہے اور جیب میں فقط اَلفاظ
چمکتے لوگو ! دو اَبیاض ہیں برائے فروخت

تم اَپنی کہہ کے غزل بزم میں سنا دینا
جمالِ لیلیٰ کے سب ناز ہیں برائے فروخت

خود اَپنی مرضی سے نیلام گھر سجایا ہے
تمام تمغے ، سب اِعزاز ہیں برائے فروخت

سنہری پیشکش کو قیسؔ کی غزل نہ سمجھ:
۔"مرا قلم،مرے اَلفاظ ہیں برائے فروخت"۔

آپ کا شکریہ

اتنے مصروف دور میں اس عاجزانہ کاوش کو چند لمحے دینے پر میں تہہِ دل سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ اپنے پسندیدہ شعر سے متعلق رائے دینے یا اپنے قیمتی مشوروں سے نوازنے کے لیے ضرور رابطہ کیجیے۔ سدا خوش رہیے۔ خدا حافظ

شہزاد قیسؔ۔ لاہور